www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ مدنی

یادِ رفتگاں

میرے عظیم مُحسن

سلطان المناظرین مولانا حافظ عبدالقادر روپڑیؒ

نام و نسب اور خاندان

آپ کا سلسلۂ نسب یوں ہے: عبدالقادر بن میاں رحیم بخش بن میاں روشن دین...... دادا میاں روشن دین موضع کمیر پور، تحصیل اجنالہ، ضلع امرتسر رہتے تھے۔ درحقیقت کمیر پور ان کا اصل وطن نہیں ان کے آباؤاجداد ایمن آباد ضلع گوجرانوالہ کے باشندہ تھے...... میاں روشن دین اکثر علماء کی صحبت میں رہتے اس وجہ سے ان کو علم دین سیکھنے کا شوق پیدا ہوا اور یہ شوقِ جنون اس حد تک بڑھ گیا کہ سب کچھ فروخت کرکے، بیوی کو طلاق دے کر حافظ محمد لکھویؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے فرمایا پہلے بیوی سے رجوع کرو پھر پڑھنے کو آسکتے ہو، کمیر پور واپس آئے، بیوی سے رجوع کیا اور پھر دوبارہ لکھو کی چلے گئے۔ یہ ۱۳۰۱ھ کا واقعہ ہے۔

چنانچہ آپ کی یہ بھی انتہائی تمنا رہی کہ سب کی سب اولاد بھی عالم دین اور خادمِ دین ہو، اللہ کی خصوصی توفیق کے ساتھ آپ نے عملاً اس آرزو کو تکمیل کے مراحل تک پہنچایا۔ آپ نے ۲۷/ ذی الحجہ ۱۳۴۲ھ بمطابق ۳۰/ جولائی ۱۹۲۴ء روپڑ میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔

میاں رحیم بخش ۱۳۰۱ھ کمیر پور میں پیدا ہوئے۔ ۵/ صفر ۱۳۵۳ھ بمطابق ۲۰/ مئی ۱۹۳۴ء کمیر پور میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔

میاں رحیم بخش کے چار بیٹے اور ایک بیٹی تھیں۔ سب سے بڑے بیٹے حافظ محمد مرحوم تھے۔ قیام پاکستان سے پہلے ہی ماڈل ٹاؤن، لاہور میں رہائش پذیر تھے۔ ۱۲/ شوال ۱۳۸۶ھ بمطابق ۲۴/ جنوری ۱۹۶۷ء وفات پائی اور گارڈن ٹاؤن کے خاندانی قبرستان میں دفن ہوئے۔

دوسرے بیٹے حافظ محمد اسمٰعیل نے روپڑ میں قرآنِ مجید حفظ کیا۔ فراغت تک تمام علوم حضرت محدث روپڑیؒ سے حاصل کئے۔ شیریں بیان خطیب، شعلہ نوا مقرر، توحید و سنت کے سرگرم داعی اور حق و صداقت کے بے باک علم بردار۔ انہوں نے ملک کے کونہ کونہ میں توحید و سنت کی تبلیغ واشاعت

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

کی۔ پوری ملت ان کی دینی خدمات اور اخلاقِ حسنہ پر فخر کرتی ہے اور کرتی رہے گی۔ ۴ر شعبان ۱۳۸۱ھ بمطابق ۱۲ر جنوری ۱۹۶۲ء لاہور میں وفات پائی۔

بڑے شوق سے سن رہا تھا زمانہ ۔ ہمی سو گئے داستاں کہتے کہتے !!

آپ کو اپنے حقیقی چچا اور سسر حافظ محمد حسین (والد حافظ عبدالرحمٰن مدنی) کے پہلو میں گارڈن ٹاؤن لاہور کے قبرستان میں سپردِ خاک کیا گیا۔

حافظ احمد عرف محمود احمد قرآنِ مجید کے حافظ، عالم دین، مسجدِ قدس چوک دالگراں لاہور کے نائب ناظم تھے۔ مسجدِ قدس کی وسعت اور تعمیر و ترقی میں زندگی بھر بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور جامعہ اہلحدیث کے لئے فراہمی زر میں ہمیشہ پیش پیش رہتے۔ عربی کے علاوہ فارسی زبان میں ان کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ سینکڑوں فارسی اشعار ان کو زبانی یاد تھے۔ مخلوق کی دینی، سیاسی اور سماجی کاموں میں مساعدت و معاونت کرنا اور مظلوموں، بیواؤں کی دادرسی کرنا وہ اپنا مذہبی فریضہ سمجھتے تھے۔ عاجز (راقم الحروف) پر ان کے بڑے احسانات ہیں جن کا بدلہ چکانا میرے لئے ممکن نہیں۔ ربّ العزت کے حضور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی حسنات کو قبول فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عنایت فرمائے۔ آمین!......

مرحوم عمر میں حافظ عبدالقادر سے ۳ سال چھوٹے تھے۔ خدماتِ دینیہ میں ان کے شانہ بشانہ رہتے۔ ۱۹۱۸ء میں پیدا ہوئے، ۱۱ر ذی الحجہ ۱۴۰۹ھ بمطابق ۱۵ر جولائی ۱۹۸۹ء امریکہ میں وفات پائی۔ ۲۰ر جولائی ۱۹۸۹ء گارڈن ٹاؤن، لاہور کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

چوتھے بھائی، سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑی ایک ممتاز عالم دین، نامور خطیب، کامیاب مبلغ، یکتا مناظر، علم و فضل کے اعتبار سے بلند و بالا مقام کے حامل تھے۔ صغر سنی میں قرآنِ مجید حفظ کیا، فراغت تک اکثر علوم محدث روپڑی سے حاصل کئے۔

۱۹۱۵ء میں پیدا ہوئے۔ ۶ر دسمبر ۱۹۹۹ء بروز سوموار داعی اجل کو لبیک کہا۔ بروز منگل بعد از ظہر راقم الحروف نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ گارڈن ٹاؤن لاہور میں خاندانی قبرستان میں دفن ہوئے۔

میرے تعارف کا آغاز

۱۹۵۳ء کی بات ہے، ہمارے قصبہ سرہالی کلاں، ضلع قصور میں سید ہدایت اللہ کنگن پوریؒ اور مولانا عبداللہ کلسویؒ کی مساعی سے ایک عظیم الشان سہ روزہ کانفرنس سید اسمٰعیل مشہدی کے زیر صدارت منعقد ہوئی۔ اس میں پنجاب بھر کے تقریباً تمام مشاہیر خطباءِ کرام اور علماءِ عظام شریک تھے۔ اس زمانہ میں معمول تھا کہ استراحت کے مخصوص اوقات کے علاوہ دعوتی پروگرام شب و روز جاری

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

رہتا اور مدعوین علماء اختتامی نشست تک وہاں قیام کرنا دینی فرض سمجھتے تھے۔ اس کا فائدہ عامۃ الناس کو یوں پہنچتا کہ وہ علماء کے عمل سے آگاہی حاصل کرنے کے علاوہ اپنے الجھے ہوئے مسائل کا حل اصحاب علم سے تلاش کر لیتے۔ وائے افسوس آج کے پرفتن دور میں سائل اور مسئول عنہ دونوں عملی کوتاہی کا شکار نظر آتے ہیں۔ الا ماشاء اللہ...... اس کانفرنس میں روزانہ نمازِ فجر کا درسِ قرآنِ مجید ہمارے محترم استاد محدث روپڑیؒ کے ذمہ ہوتا تھا۔ دورانِ درس وجدانی تاثیر سے خود بھی روتے اور دوسروں کو بھی رُلاتے۔

محدث روپڑی کے دونوں بھتیجے حافظ محمد اسماعیل روپڑی اور حافظ عبدالقادر روپڑی رحمہما اللہ بھی اس عظیم الشان پروگرام میں شریک تھے۔ تینوں نے پٹھانی انداز میں اپنے سروں پر کلے سجائے ہوئے تھے جو دیکھنے والوں کے لئے رعب دار حسین منظر پیش کر رہے تھے۔ ان بزرگوں اور سلاطین العلم سے یہ میرا پہلا تعارف تھا۔

راقم الحروف اس زمانہ میں اپنے گاؤں میں قرآنِ کریم حفظ کر رہا تھا، خالق کائنات کو منظور تھا کہ تھوڑا ہی عرصہ بعد یہی اربابِ علم میرے مربی اور اتالیق قرار پائے۔ میرے لئے ان کے احسانوں کا بدلہ حیاتِ مستعار میں دینا بڑا مشکل ہے، البتہ ربّ کریم کے حضور فریاد کناں ہوں کہ ان کو اعلیٰ علیین میں مقام عطا فرمائے۔ آمین!

جامعہ اہل حدیث (مسجدِ قدس) لاہور میں داخلہ: حفظِ قرآن سے فراغت کے بعد ہمارے گاؤں کے ایک نیک دل بزرگ اور علماء کے خادم حاجی عبدالعزیزؒ نے مجھے مزید دینی تعلیم کے حصول کی ترغیب دی۔ والدین سے مشورہ کے بعد مجھے اور میرے عم زاد حافظ مقبول احمد مرحوم کو جو میرے ساتھ ہی حفظ سے فارغ ہوئے تھے، ۱۹۵۴ء میں جامعہ اہلحدیث، لاہور میں داخلہ دلوا دیا گیا۔ پہلی دفعہ حاجی عبدالعزیز صاحب بذاتِ خود ہمارے ساتھ آئے اور بعد میں بھی مسلسل رابطہ رکھا۔ کئی کئی روز تک ہمارے پاس قیام کرتے اور محدث روپڑی کے پہلو میں بیٹھ کر مسائل سے خوب مستفید ہوتے۔ یہی وجہ ہے کہ اَن پڑھ ہونے کے باوجود ان کو مسائل کا عمدہ فہم اور ادراک حاصل تھا۔ باہر سے آنے والے مہمانانِ گرامی بسا اوقات یہ سمجھتے کہ حاجی صاحب ہمارے والد ہیں جس پر ہمیں صراحت کرنا پڑتی کہ یہ ہمارے والد نہیں بلکہ ہمارے سرپرست ہیں۔ حاجی عبدالعزیز مرحوم ۱۹۶۹ء کو ہمارے گاؤں سرہالی کلاں، قصور میں فوت ہوئے۔

میرے عم زاد حافظ مقبول احمد مرحوم یہاں سے فراغت کے بعد مدینہ یونیورسٹی میں ہمارے ساتھ آملے۔ حصولِ تعلیم کے بعد شارجہ کو اپنا مستقر بنالیا۔ سولہ سال تک متحدہ عرب امارات کے کونہ کونہ میں دعوتِ توحید و سنت دیتے رہے جہاں ۱۲ مدارس ان کی زیرِ نگرانی تھے۔ دنیا بھر کے دینی مدارس

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

و جامعات کی اِمداد کراتا وہ اپنا دینی فرض سمجھتے تھے تقبّل الله جهوده الطيبة للإسلام والمسلمين! یکم اگست ۱۹۹۴ء آپ لاہور میں خالق حقیقی سے جاملے، اپنے گاؤں میں دفن ہوئے۔

تعلیم کا آغاز

شروع سے ہی محدث روپڑیؒ نے ہماری عمدہ تعلیم وتربیت کا اہتمام فرمایا۔ میزان الصرف، میزانِ منشعِب، نحو میر، صرف میر، زرادی، هداية النحو، اَبواب الصرف، مرقات جیسی درسی کتابیں بڑی محنت سے ہمیں خود پڑھائیں۔ ابواب الصرف کے ابواب رات کے کھانے کے وقت سنا کرتے اور بعض دفعہ چوک دالگراں سے لے کر میو ہسپتال تک پیدل چلتے چلتے سنتے جاتے کیونکہ ماڈل ٹاؤن جانے کے لئے آپ رتن چن کی سرائے سے روزانہ عشاء کے بعد بس پر سوار ہوتے۔

بعض زائرین مشورہ دیتے کہ حضرت چھوٹی کتابوں کے بجائے آپ بڑی کلاسوں کو پڑھایا کریں، جواباً فرماتے: میں ان کی بنیادیں پختہ کر رہا ہوں تاکہ بلند و بالا عمارت کی استواری میں فرق اور جھول نہ آنے پائے، جب قرآن مجید کا ترجمہ شروع کرایا تو آغاز سُورۂ ق سے کیا اور فرمایا: میں نے اس لئے یہاں سے شروع کرایا ہے کہ اپنے استاد امام عبدالجبار غزنویؒ سے میں نے اسی مقام سے شروع کیا تھا جب سبق پڑھاتے تو تقریباً سارا وقت آنسو بہاتے ہوئے گزرتا۔

اسباق میں مشارکت

حافظ عبدالقادر کی عادت تھی کہ اکثر و پیشتر اسباق میں وہ بھی ہمارے ساتھ آبیٹھتے۔ اسی اثناء میں کئی مسائل پر بحث مباحثہ چل پڑتا جس سے طلبہ کو بہت فائدہ حاصل ہوتا۔ ہمارے استاد محدث روپڑی کی عادت تھی کہ کئی ایک مقامات پر اعتراضات و اشکالات وارد کر کے جوابات طلبہ سے مانگتے۔ جواب کی صورت میں کئی دفعہ اشکال در اشکال پیدا کر کے طلبہ کی ذہنی تربیت کرتے تاکہ فہم و رسوخ پیدا ہو۔ اس سلسلہ میں ہماری بہت ساری معاونت حافظ عبدالقادرؒ روپڑی کیا کرتے تھے جس سے ہمیں بہت فائدہ پہنچتا۔ پھر علیحدہ مذاکرہ کی صورت میں بھی حافظ عبد القادر ہمارے ساتھ بیٹھ کر سبق یاد کرنے کی کوشش کرتے تاکہ استاذ کا بیان کردہ کوئی نکتہ فوت نہ ہونے پائے۔ حفظ سے ہماری فراغت چونکہ تازہ تازہ ہوئی تھی، موصوف کا معمول تھا کہ روزانہ منزل سنتے تاکہ ضبط ہو اور کبھی موقعہ میسر نہ آتا تو کسی دوسرے کے ذمہ لگادیتے کہ ان کی منزل سنو۔

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

شرح مشکوٰۃ المصابیح اور انتقاض الاعتراض کے معاون کی حیثیت سے

ہمارے استاذ محترم محدث روپڑیؒ نے جب مشکوٰۃ المصابیح کی شرح لکھنے کا ارادہ فرمایا تو اس کے محرر موصوف ہی تھے۔ جس کی بڑی دو وجوہ ہیں: اوّل تو بذاتہ ان کو اس کام کا بے حد شوق تھا۔ دوسری وجہ یہ کہ ان کا خط نہایت شاندار تھا ﴿ تَسُرُّ النَّاظِرِينَ﴾ ...... ربّ العزت نے حافظ عبدالقادر روپڑیؒ کو اتنا خوش خط بنایا کہ دیکھنے والا داد دیئے بغیر نہ رہ سکتا۔ مغرب اور عشاء کا درمیانی وقت اس شرح کو لکھنے کے لئے مخصوص تھا۔ یہ شرح مظهر النکات کے نام سے موسوم تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ اس شرح میں ایسے عظیم اور عجیب و غریب نکات بیان ہوتے کہ پڑھنے والا دنگ رہ جاتا۔ صاحب ِہدایہ، صاحب ِنورالانوار، ملا علی قاری اور شیخ رشید رضا مصری وغیرہ پر محدثانہ اور محققانہ انداز میں بعض مقامات پر تعلیقات یا تعاقب کرنا محدث روپڑی کا ہی مقام تھا۔ یہ شرح کتاب الإیمان فی القدر تک مکمل ہوئی تھی۔ میں نے کوشش کرکے اس شرح کا کچھ حصہ نقل کر لیا اور جو نقل نہ کر سکا وہ ایک ہنگامہ کی نذر ہو گیا جس کا اب کوئی اتہ پتہ نہیں۔ جو حصہ میرے پاس تھا، اس کی ایک کاپی راقم الحروف نے حافظ عبدالقادر روپڑیؒ کے سپرد کر دی تھی تاکہ ریکارڈ میں رہے بلکہ میرے ہی مشورہ پر وہ حصہ ہفت روزہ ''تنظیم اہل حدیث'' میں شائع بھی ہو گیا۔

ایک دوسرے موقعہ پر بعض اہل علم نے ہمارے استاد محدث روپڑی کو توجہ دلائی کہ کتاب انتقاض الاعتراض کو شائع کرنا چاہیے۔ موصوف نے جب اس کا قلمی نسخہ دیکھا تو اس میں بہت ساری اَغلاط تھیں۔ اس کتاب کا اصل نسخہ دارالکتب مصر میں ہے[1] جس کی نقل رامپور کے کتب خانہ میں بھی ہے، اس سے نسخہ ہذا کو نقل کیا گیا تھا جس کی ایک نقل مولانا محمد اسمٰعیل سلفی گوجرانوالہ کے پاس بھی تھی۔ مجھے یاد ہے کہ اس کی ایک نقل مرکزی جمعیت اہلحدیث کی سالانہ سیالکوٹ کانفرنس میں ہمارے استاد عطیہ محمد سالم قاضی مدینہ منورہ کو عطا کی گئی تھی اور جو کاپی ہمارے شیخ محدث روپڑی کے پاس تھی، یہ نسخہ دراصل ہمارے استاد مولانا قادر بخش بہاولپوری رحمہ اللہ کی ملکیت تھا۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ مرحوم کی وفات کے بعد ان کی آل اولاد نے اس کو پانچ ہزار روپے میں فروخت کر دیا تھا۔

حاصل یہ ہے کہ اس نسخہ کی تصحیح میں محدث روپڑی کے معاون حافظ عبدالقادر روپڑی تھے۔ تصحیح اغلاط کے بعد اس کتاب کو علیحدہ اپنے قلم سے نقل کرتے تھے تاکہ کوئی ابہام باقی نہ رہے۔

اس تالیف کا مختصراً پس منظر یہ ہے کہ علامہ بدرالدین عینی حنفی نے عمدۃ القاری شرح بخاری

(۱) اس کتاب کا ایک نسخہ مکتبہ ظاہریہ دمشق میں بھی ہے جس کی نقل راقم الحروف نے جدہ میں شیخ محمد نصیفؒ کے ہاں دیکھی تھی

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

میں حافظ ابن حجر کی کتاب فتح الباری کے کئی ایک مقامات پر اعتراضات کیے ہیں جن کے جوابات حافظ ابن حجر نے کتاب انتقاض الاعتراض کی صورت میں دیئے ہیں، موصوف کا یہ عظیم شاہکار ہے۔ راقم الحروف نے ان دونوں کتابوں کو مقابلۃً پڑھا تو مجھے یہ نظر آیا کہ علامہ بدرالدین بہت ساری عبارتیں بلا حوالہ فتح الباری سے ہی نقل کرتے چلے جاتے ہیں اور جہاں حافظ ابن حجر پر اعتراض مقصود ہو تو وہاں بعض الناس کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ افسوس کہ یہ کام بھی ادھورا رہ گیا جو پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکا۔

پھر ہمارے استاذ محدث روپڑی نے قرآن مجید کی تفسیر بھی شروع کی تھی۔ اس میں سورۃ فاتحہ سمیت پہلا پارہ مکمل کیا۔ اس کی تکمیل ۲۳؍ جنوری ۱۹۶۴ء بروز جمعرات ہوئی۔ اس کام میں ان کے کاتب ان کے بیٹے حافظ محمد جاوید تھے۔ حافظ عبدالقادر صاحب گاہے بگاہے مشاہدہ کر کے اظہارِ مسرت فرماتے۔ محدث روپڑی نے عجیب و غریب نکات اس میں سمو دیئے ہیں جو عام متداول تفاسیر میں شاید آسانی سے نہ مل سکیں۔

طلبہ سے شفقت کا اظہار

حافظ عبدالقادر روپڑی بحیثیت ناظم جامعہ مشفق باپ کی طرح طلبہ کے مسائل، حاجات اور ضروریات کا پوری طرح خیال رکھتے۔ لگن، محنت، دلچسپی سے انہیں حل کرنے کے لئے کوشاں رہتے۔ اگر کبھی غیر حاضری میں کوئی مسائل جنم لیتے تو ان کا مداوا کرنے کی کوشش کرتے۔

شہر میں احباب شوق اور پیار و محبت سے آپ کو دعوتوں پر بکثرت مدعو کرتے۔ ان کی عادت تھی کہ عام طور پر بلاامتیاز چند طلبہ کو بھی ہمراہ لے جاتے۔ صاحبِ خانہ کو بھی علم ہوتا تھا کہ ایک کی بجائے میں نے متعدد احباب کے کھانے کا بندوبست کرنا ہے، جسے وہ اپنے اوپر بوجھ تصور نہیں کرتے تھے بلکہ بخوشی انتظام کرنا سعادت مندی سمجھتے۔ ۱۹۶۳ء میں راقم الحروف اور میرے قریبی ساتھی مولانا عبدالسلام کیلانی کو مدینہ یونیورسٹی میں داخلہ محدث روپڑی اور موصوف کی ہی مساعیٔ جمیلہ سے ملا تھا۔ سعودی عرب کے رئیس القضاۃ شیخ محمد بن ابراہیم آلِ شیخ اور سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز کے ساتھ ان کے مثالی تعلقات تھے۔ شیخ ابن باز نے محدث روپڑیؒ کو پیشکش کی تھی کہ آپ مدینہ یونیورسٹی تشریف لے آئیں۔ لیکن حضرت نے بڑے شکریہ کے ساتھ معذرت کر دی۔ شیخ ابن باز نے اپنے حواشی والی فتح الباری بطور ہدیہ پیش کی تو آپ نے فتح الباری کو شروع سے ملاحظہ کر کے فرمایا: فلاں مقام پر بھی حاشیہ ہونا چاہیے تھا، اس پر شیخ ابن باز نے بڑی خوشی کا اظہار فرمایا۔ اس وقت کے سعودی فرمان روا شاہ سعود کی ضیافت کا بھی دونوں کو متعدد مرتبہ شرف حاصل ہوا۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

جب ہم نے مدینہ یونیورسٹی روانہ ہونا تھا۔ مسجدِ قدس میں الوداعی تقریب کا اہتمام کیا گیا۔ اس میں وقت کے کبار شیوخ محدث گوندلویؒ، مولانا عطاء اللہ حنیفؒ، مولانا مودودیؒ اور دیگر بہت سارے علماءِ کرام تشریف فرما تھے جو ہمارے لئے ایک عظیم شرف ہے۔ اس تقریب کی تفصیل ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث میں شائع ہو چکی ہے۔

ہمارے لئے یہ بہت بڑا اعزاز ہے کہ حافظ عبدالقادرؒ کراچی تک ہمارے ہمراہ تشریف لے گئے۔ اس وقت سعودی سفارت خانہ کراچی میں تھا۔ سعودی سفیر محمد الحمد الشبیلی کے ساتھ ان کے خصوصی تعلقات تھے جب کبھی وہ لاہور آتے تو محدث روپڑی کی دعائیں لے کر جاتے۔ طبعًا وہ نیک اور شریف آدمی تھے، بعد میں ان کا تبادلہ انڈیا ہو گیا پھر تھوڑا عرصہ بعد انتقال ہو گیا۔ ہماری خاطر آپ نے کراچی میں ایک ہفتہ سے زائد قیام فرمایا تھا، ایسے ایثار و خلوص کی مثال ملنا مشکل ہے۔

فنِ مناظرہ کی تربیت

موصوف کی عادت تھی کہ مخصوص اوقات میں طلبہ کو فنِ خطابت اور فنِ مناظرہ کی گتھیوں سے روشناس کراتے تاکہ کل کو اسلام کے یہ سپوت ملک و ملت اور دین حق کی خدمت بطریق احسن انجام دے سکیں۔ کتنے ہی وہ لوگ ہیں جو ان سے مستفید ہو کر بعد میں مختلف علاقوں کے لئے روشنی کا مینار بنے۔ بذاتِ خود زندگی بھر بہت سارے مذاہب کے ساتھ بکثرت مناظرے کئے۔ ان میں سے عیسائی، ہندو، آریہ سماج، قادیانی، پرویزی، چکڑالوی اور جامد مقلدین ہیں۔

جامع الصفات شخصیت

مرحوم گوناگوں صفات کے حامل تھے۔ حد درجہ منکسر مزاج، سادہ طبیعت اور فخر و تکبر سے مبرا۔ شہر میں رہائش کے باوجود دیہاتی طرزِ بود و باش کو پسند کرتے۔ عام حالات میں تہبند پہنتے۔ میرے علم کے مطابق زندگی بھر ہاتھ پر گھڑی نہیں سجائی اور نہ جیب میں رکھی۔

مہمان نوازی اور ملنساری ان کا طرۂ امتیاز تھا۔ زائرین جامعہ کی ضیافت کرنا وہ اپنا اوّلین فرض سمجھتے تھے۔ حتیٰ المقدور ان کی کوشش ہوتی کہ مہمانوں کے ساتھ کھانا تناول کریں۔ کھانے پینے کے دوران ان کے ساتھ لطف و کرم کا اظہار کرتے۔ مثلاً دستر خوان سے مختلف اشیاء مہمانوں کی طرف دھکیلتے اور کبھی دوسرے کے ہاتھ میں روٹی کا لقمہ اور گوشت کی بوٹیاں پکڑا کر شفقت و محبت کا اظہار کرتے۔ آپ ہر ایک کی صرف خیریت ہی دریافت نہ کرتے بلکہ جس قریہ یا شہر سے مہمانوں کا تعلق ہوتا، وہاں کے افراد اور مذہبی رجحانات وغیرہ کے بارے میں تفصیلی رپورٹ طلب کرتے تاکہ ان کی

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ضروریات کے سلسلے میں معاونت کی جاسکے۔

لوگ طرح طرح کے مسائل لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ بعض کا تعلق حکومت یا عدالتوں کے افسرانِ بالا سے ہوتا اور کچھ مقامی نوعیت کے ہوتے۔ ان میں مذہبی قسم کی مشکلات بھی درپیش ہوتیں لیکن کبھی کسی کو انکار نہیں کیا۔ مقدور بھر ہر ایک کی معاونت کی بشرطیکہ معاملہ حق و انصاف پر مبنی ہو۔ ہر ممکن طریقہ سے ان کی امداد کرتے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ رینجرز کسی معمولی غلطی کی بناپر ہمارے والد مرحوم کو پکڑ کر واہگہ لے گئے۔ رمضان کے دن تھے مجھے بہت فکر لاحق ہوئی۔ جب یہ بات حافظ عبدالقادر صاحب کے علم میں آئی تو کہا گھبرائیں مت، راتوں رات ہم ان کو واپس لے آئیں گے۔ ان شاءاللہ! اپنے چھوٹے بھائی حافظ محمود احمد سے کہا: گاڑی تیار کرو، ابھی واہگہ جانا ہے۔ جب ہم وہاں پہنچے تو میجر صاحب مسجد میں نمازِ تراویح پڑھ رہے تھے۔ فراغت کے بعد میجر صاحب سے گفتگو ہوئی تو انہوں نے انہیں رہا کردیا، اسی وقت لے کر ہم واپس آگئے۔ دیگر کئی ایک ناحق ملزموں کو بھی نجات دلائی۔ اس طرح کے بے شمار واقعات ہیں جو قیامت کے دن ان کے میزانِ حسنات میں شمار ہوں گے۔ اِن شاءاللہ

ہمارے گاؤں (سرہالی کلاں) کے ساتھ آپ کا خصوصی تعلق تھا۔ وہاں ان کی آمد و رفت اکثر جاری رہتی تھی۔ گاؤں سے جامعہ کے لئے تعاون زرعی اجناس کی شکل میں وافر مقدار میں ملتا بلکہ گڑ، گنا، دودھ وغیرہ کی صورت میں بھی کافی معاونت ہوتی۔ ہمارے بزرگ حاجی عبدالعزیز مرحوم سفر وحضر میں ان کے اور خطیبِ ملت حافظ اسمٰعیل روپڑی کے ہمراہ رہنا اپنے لئے باعث افتخار سمجھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ مرض الموت میں جب کبھی ان کا اور حافظ مقبول احمد مرحوم کا ذکر چھڑتا، آنکھوں میں آنسو بھر لاتے اور ان کا نام لے کر رفاقتِ ماضی کو یاد کرتے۔

مسجدِ قدس کی تعمیر

لاہور شہر کے وسط میں عالی شان مسجد قدس کی تعمیر روپڑی خاندان کی ایک عظیم یادگار ہے۔ مرکز اسلامی کی تاسیس کے لئے رحمٰن گلی نمبر ۵، چوک دالگراں کا انتخاب طویل غور وخوض کے بعد کیا گیا، اس جگہ پر قدم جمانا جوئے شیر لانے سے کم نہ تھا۔ قرب وجوار کی پوری آبادی بے دین تھی بالخصوص گجر برادری جو اس کے اطراف میں آباد تھی، انہوں نے اس مرکز کی شدید مخالفت کی۔ وہ جہالت کی بنا پر یہ بھی نہیں چاہتے تھے کہ یہاں اہلحدیث کا مرکز بنے۔ اس خاندان کے اکابر نے عالی ہمت اور مضبوط ارادے کا مظاہرہ کرکے کٹھن اور مشکل ترین حالات کا مقابلہ کرکے بڑی جوان مردی اور مجاہدانہ قوت

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

سے قابو پایا۔ اتار چڑھاؤ سے حوصلہ نہ ہارا۔ اس سلسلہ میں گجروں کے تشدد کا سامنا کرتے ہوئے ہمارے محترم استاد حافظ محمد حسین (حافظ عبدالرحمٰن مدنی کے والد) کے بھتیجے خون کی قربانی نے جبر کا رخ بدل دیا۔ اگرچہ عدالتوں میں مقدمات کا سامنا کرنا پڑا اور لمبی جدوجہد کے بعد اندھیری رات چھٹ گئی۔ ربّ العزت نے کامیابی سے سرفراز فرمایا۔ شدید ترین مخالفین زیر ہونے پر مجبور ہوگئے۔ نتیجتاً ان میں سے بعض اپنی رہائشی جگہ اربابِ مسجد کو فروخت کرکے چل دیئے حتیٰ کہ پٹھان کا ٹال بھی عبادت گاہ کا حصہ بن گیا۔ وقفہ وقفہ کے بعد ان حضرات نے قطعاتِ اراضی خرید کرکے ملحقہ سڑک تک مسجد وسیع کردی۔ اور کچھ وہ تھے جنہوں نے منتظمین مسجد کا حسن خلق اور وسعتِ ظرفی دیکھ کر بعد میں مسلک اہلحدیث اختیار کرلیا۔ اس کے باوجود اگر کسی نے ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کیا تو اس کو منہ کی کھانا پڑی۔

ایک گجر بڑا زبان دراز تھا، اکثر و بیشتر محدث روپڑی کو سب و شتم کرتا۔ ایک دفعہ گندی زبان استعمال کرتا ہوا گیلری تک آپہنچا تو طلبہ نے پکڑ کر اس کی خوب گوشمالی کی۔ اس کے نتیجہ میں دوہرا فائدہ ہوا۔ ایک تو پھر اس نے ایسی جراُت نہ کی، دوسرے بعد ازاں اس نے مسلک اہلحدیث اختیار کرلیا۔ اس طرح دین کا خادم اور محدثؒ روپڑی کا معتقد بن گیا۔

اس مرکز عظیم کی تعمیر و ترقی کا سہرا خاندان کے سربراہ ہونے کی بنا پر ہمارے استاد محدث روپڑی کے سر ہے جن کی شب وروز محنت سے مسجد وسیع تر ہوتی چلی گئی۔ اصحابِ خیر کی طرف سے ان کے برادران اور برادر زدگان کی وساطت سے مسلسل مالی تعاون جاری رہتا۔ مالی تعاون میں مسجد کے پنجگانہ نمازی حاجی جمال الدین مرحوم پیش پیش رہتے۔ وہ علماء سے تعلق رکھنا باعثِ افتخار سمجھتے تھے۔ دینی اداروں کی مالی امداد کرتے۔ کئی دفعہ علماء کو اپنے گھر میں کھانا کھلاتے۔ مولانا محمد یحیٰی حافظ آبادی کے والد بابا امیر الدین مرحوم تو ان کے پکے مہمان تھے۔ جب بھی لاہور تشریف لاتے، حاجی صاحب کے ہاں قیام کرتے۔ حافظ عبدالقادر صاحب کا بھی بابا امیر الدین سے گہرا تعلق تھا، ان کی طبیعت بڑی ظریفانہ تھی۔ اکثر باتیں لطیفوں کے انداز میں کرتے۔ حافظ صاحب مرحوم بھی ان کو نقل کرکے مجالس کو گرمایا کرتے تھے۔ دوسرے مناظر اسلام مولانا احمد دین گکھڑوی مرحوم کے واقعات اور لطائف بھی اکثر سناتے رہتے تھے۔ جن کی فہرست طویل ہے۔ بابا امیر الدین جب فوت ہوئے تو حافظ صاحب مرحوم اور راقم الحروف نے حافظ آباد میں ان کی قبر پر جاکر دعا کی تھی۔ قبر پر کھڑے ہوکر کافی دیر تک ان کی زندگی کے واقعات دہراتے رہے۔ رحمهم الله رحمة واسعة

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

جامعہ اہلحدیث کا قیام

میری دانست کے مطابق استقلالِ پاکستان کے بعد دوبارہ مدرسہ کا مستقلاً قیام جامعہ اہلحدیث لاہور کے نام سے ۱۹۵۴ء میں عمل میں آیا۔

ہمارے استاد محدث روپڑی شیخ الحدیث تھے اور اعلیٰ معقولاتِ آلیہ کی تدریس ان کے چھوٹے بھائی حافظ محمد حسین امرتسری کے ذمہ تھی جبکہ دیگر مدرسین میں مولانا عبدالجبار ملک پوری، حافظ عبدالقادر روپڑی، مولانا قادر بخش بہاولپوری، مولانا محمد کنگن پوری (معاون تحفۃ الاحوذی) شامل تھے۔

مولانا عبدالجبار نے پہلے محدث روپڑی کے فتوؤں کو مرتب کرنے کا خیال بھی پیش کیا تھا اور ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث کی جلدوں کو سامنے رکھ کر اس سلسلہ میں انہوں نے کچھ محنت بھی کی۔ لیکن ان کی مکمل ترتیب کا شرف مولانا محمد صدیق، سرگودھا کو حاصل ہے جو محدث روپڑی کے لائق ترین شاگرد تھے اور علم میراث کے بڑے ماہر تھے۔

روپڑ سے لے کر آج تک سینکڑوں طلبہ جامعہ اہلحدیث سے فیض یاب ہو چکے ہیں۔ جن کا شمار ناممکن ہے۔ چند ایک کے اسماءِ گرامی ملاحظہ فرمائیں: شیخ محمد عمر بن ناصر نجدی، شیخ عبداللہ الابیض عرب جامعہ ازہر، مولوی محمد بن عبدالعظیم پسروری، مولانا دین محمد سناتوی، مولوی نور محمد ساکن ڈگری، مولوی عبدالرحمٰن بن مولوی محمد (محشی سنن نسائی)، مولوی احمد (بانی مدرسہ دارالحدیث، مدینہ منورہ)، شیخ الحدیث مولانا عبدالجبار کھنڈیلوی، مولوی عبدالعظیم ٹونکی، مولوی ابو بکر بنگالی، مولوی محمد یوسف بنگالی، مولوی عبدالقیوم بردوانی، مولوی عبدالرحمٰن افریقی (مہتمم دارالحدیث، مدینہ منورہ)، مولوی محمد، حافظ محمد حسین امرتسری (محدث روپڑی کے دست راست ر برادرِ اصغر)، مولوی سید محمد (چونیاں)، مولوی قادر بخش بازید پوری، مولوی شہاب الدین کوٹلوی، حافظ محمد اسمٰعیل روپڑی، حافظ عبدالقادر روپڑی، مولانا محمد صدیق (سرگودھا)، سید حبیب الرحمٰن (راولپنڈی)، حافظ عبدالرحمٰن مدنی، حافظ مقبول احمد، راقم الحروف، مولانا عبدالسلام کیلانی، حافظ عبدالرحمٰن کمیر پوری (محدث روپڑیؒ کے برادرِ خورد)، مولانا محمد یوسف (راجووال)، حافظ عبدالوحید مدنی، حافظ عبدالماجد (برادر زادگان)، مولوی محمد یوسف (ڈسکہ)، مولوی محمد شریف، مولوی تاج الدین (بڈھا گورایہ)، مولوی عبدالسلام فتح پوری، سراج الدین ظفر، حافظ محمود احمد، مولوی عطاء اللہ وغیرہم۔ ربّ العزت محدث روپڑی کے لگائے پودے کو تادیر قائم رکھے۔ آمین!

اس طرح محدث روپڑی کے برادرانِ نسبتی بابو عبدالحنان اور مستری عبدالکریم کے مشوروں

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

سے مسجد کا کام بہتر سے بہتر ہوتا چلا گیا اور مسجد کی پہلی بڑی چھت حاجی عبدالرحمٰن اور حاجی عبیداللہ برادران (گوجرانوالہ) کی کاوش سے پایۂ تکمیل کو پہنچی تھی۔ خطیبِ ملت حافظ اسمٰعیل روپڑیؒ سے دونوں بھائیوں کا خصوصی تعلق تھا۔ اسی جذبہ سے وہ دینی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ جزاھم اللہ خیرا

مدرسۂ اہل حدیث، روپڑ کا آغاز

استاد محترم محدث روپڑی جب اپنے والد کے دوست مولانا محمد حسین بٹالویؒ کی ہدایت پر روپڑ تشریف لائے تو وہاں آپ نے مدرسۂ اہل حدیث کی بنیاد رکھی۔ ۱۹۱۶ء میں دارالحدیث کا افتتاح ہوا۔ نمازِ عصر کے بعد بخاری شریف شروع کی گئی۔ شیخ محمد عمر بن ناصر نجدی عرف عرب صاحب، مولوی محمد بن عبدالعظیم پسروری، مولوی دین محمد سنانوی اوّلین درسِ بخاری میں شریک ہوئے۔ مولوی نور محمد سکنہ ڈگری نے نسائی شریف شروع کی۔ اس کے بعد تلامذہ کا سلسلہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا گیا اور درس تدریس کا یہ سلسلہ ۱۹۳۸ء تک روپڑ میں رہا۔

۱۹۳۸ء میں جب آپ نے دیکھا کہ روپڑ کی مسجد اور مدرسہ کا انتظام آپ کے بھتیجوں حافظ محمد اسماعیل اور حافظ عبدالقادر نے سنبھال لیا ہے تو آپ نے مولانا احمد اللہ کی طرف سے امرتسر تشریف لانے کی آرزو کو عملی جامہ پہنانے کا ارادہ کر لیا۔ اس طرح امرتسر تشریف لا کر مسجد مبارک کا مکمل انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ مسجد میں مدرسہ دارالحدیث جاری کیا۔ اس طرح امرتسر شہر میں درس و تدریس اور خطابت و امامت کا یہ سلسلہ اگست ۱۹۴۷ء کے فسادات تک جاری رہا۔ افسوس یہ مسجد ومدرسہ مع عظیم لائبریری ہندوؤں، سکھوں نے آگ لگا کر راکھ کا ڈھیر بنا دیا۔

خطباتِ جمعہ

جہاں تک مسجد قدس میں خطباتِ جمعہ کا تعلق ہے، اس میں حافظ محمد اسماعیل کو اوّلیت حاصل ہوتی۔ دوسرا نمبر حافظ عبدالقادر روپڑی کا تھا۔ ان کی غیر حاضری میں محدث روپڑی خطبہ دیتے۔ بعض خاص موقعوں پر اہم موضوعات پر حافظ محمد حسین برادرِ خورد محدث روپڑی مسلسل خطباتِ جمعہ ارشاد فرماتے۔ جب حافظ محمد اسماعیل کو جمعہ پڑھانا ہوتا تو مسجد میں تل دھرنے کی جگہ نظر نہ آتی بلکہ قرب و جوار کے بازار بالخصوص گلی نمبر ۵ میں صفیں بچھانی پڑتیں۔ اس زمانہ میں آج کی طرح اتوار کو چھٹی ہوتی۔ تجارت پیشہ حضرات دیگر شہروں وقصبات سے سامان لینے کے لئے جمعہ کے دن لاہور حاضر ہوتے تاکہ مسجدِ قدس میں جمعہ ادا کر سکیں۔

حافظ محمد اسمٰعیل روپڑی (م ۱۹۶۲ء): اللہ اکبر! خطابت میں حافظ اسماعیل کا کوئی ثانی نہ تھا۔

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

رب العزت نے ان کو لحن داودی سے نوازا تھا۔ قرآن کی تلاوت کرتے تو حد درجہ دل و دماغ میں رقت و سرور پیدا ہوتا۔ متاثر ہونے کے علاوہ سننے والا داد دیئے بغیر رہ نہ سکتا۔ انہوں نے پاکستان کے متعدد اہم شہروں کے علاوہ کراچی کے کونہ کونہ میں توحید و سنت کی دعوت کو پہنچایا۔ مولانا غلام اللہ خاں مرحوم (راولپنڈی) فرمایا کرتے تھے کہ کراچی میں ہمارے لئے دعوتی میدان حافظ اسماعیل نے صاف کیا ورنہ ایسی مذہبی جھگڑوں والی جگہوں تک رسائی ہمارے لئے ممکن نہ تھی۔ حافظ محمد اسمٰعیل روپڑی مرحوم دعوتی پروگراموں کے سلسلہ میں کراچی میں ہر سال تقریباً چار ماہ گزارتے۔

انہی دنوں حیدر آباد، سندھ میں ہمیشہ سالانہ کانفرنس ہوتی۔ ایک دفعہ حافظ محمد اسماعیل ذبیح توحید کے موضوع پر تقریر کر رہے تھے کہ اہل بدعت نے ہنگامہ بپا کردیا۔ سٹیج پر خطیب ملت بھی تشریف فرما تھے، انہوں نے مولانا اسمٰعیل ذبیح کو اشارہ کیا کہ بیٹھ جائیں اور تھوڑی دیر کے لئے کھڑے ہو کر اپنی خطابت کا ایسا جادو جگایا کہ مجمع پر سناٹا چھا گیا۔ پھر فرمایا: ذبیح صاحب! اب کھڑے ہو کر موضوع مکمل کریں۔

سرگودھا شہر کے بلاک ۱۹ کی جامع مسجد کے بانی مبانی حافظ محمد اسمٰعیل روپڑی مرحوم ہی تھے۔ گوجرانوالہ کی آبادی حاکم رائے میں انصاری برادران والی مسجد میں ایک عرصہ تک خطباتِ جمعہ میں اپنی سحر بیانی سے بیداری کی لہر پیدا کی۔ کسی وقت اگر خود وہاں نہ پہنچ سکتے تو پھر نیابت حافظ عبدالقادر کرتے۔ اگر یہ بھی نہ جاسکتے تو پھر محدث روپڑی تشریف لے جاتے۔ ایک دفعہ راستہ میں حافظ اسمٰعیل روپڑی کچھ لیٹ ہوگئے۔ مسجد میں داخل ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ کہ حافظ محمد محدث گوندلویؒ منبر پر تشریف فرما ہیں، جب ان کی نگاہ ان کی طرف پڑی تو احتراماً منبر سے اُتر کر نیچے بیٹھ گئے۔ کسی زمانہ میں فیصل آباد، امین پور بازار والی مسجد میں بھی مسلسل خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے رہے۔ قصبہ مہونوالی، ضلع شیخوپورہ کو تو اپنا دوسرا گھر سمجھتے تھے اور ان لوگوں کو بھی آپ سے بہت زیادہ پیار و محبت تھا جو آخری دموں تک قائم رہا۔

فیصل آباد کی آبادی گلبرگ، سی بلاک کی اہل حدیث مسجد میں اس کی تاسیس سے لے کر خطبہ جمعہ حافظ عبدالقادر ارشاد فرمایا کرتے تھے بلکہ بعض دفعہ رمضان میں قرآن بھی یہاں سناتے لیکن روزانہ لاہور آتے۔ بوقت تراویح نیو خان کی بس کے ذریعے پھر واپس چلے جاتے۔

ایک دفعہ کسی مجبوری کی بنا پر نہ جاسکے تو مجھے کہا: فیصل آباد میں تراویح پڑھا آؤ، اس زمانے میں فیصل آباد بس کا کرایہ سوا دو روپے ہوتا تھا، احتیاط کے طور پر میں پانچ روپے لے کر گیا۔ اس مسجد میں ایک رمضان میں حافظ مقبول احمد مرحوم نے بھی تراویح پڑھائی تھی۔ آج کل اس مسجد میں خطبہ جمعہ ہمارے دوست قاری محمد رمضان استاذ جامعہ سلفیہ ارشاد فرماتے ہیں۔

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

جماعت اہل حدیث: ۱۹۳۲ء سے قبل جماعت اہلحدیث کی تنظیم معرضِ وجود میں آئی اور شاہ محمد شریف گھڑیالوی مرحوم اس جماعت کے امیر منتخب ہوئے۔ یہ نظم ۱۹۴۷ء تک اسی طرح قائم رہا۔

پاکستان کی تشکیل کے بعد غالباً ۱۹۵۵ء میں دوبارہ جماعت کی تنظیم کا احیاء ہوا۔ اس کے ناظم بابو یاسین ڈائریکٹر رستم سہراب سائیکل فیکٹری، لاہور مقرر ہوئے۔ بعد ازاں ملتان، سیالکوٹ اور گوجرانوالہ، پنجاب بھر کے کثیر علماء واں رادھارام کے اجتماع میں بالاتفاق مولانا محی الدین لکھویؒ کو امیر منتخب کیا چند سال بعد مولانا محمد علی لکھوی کی ہدایت پر مولانا محی الدین لکھوی نے استعفیٰ دے دیا تو حضرت مولانا محمد عبداللہ (گوجرانوالہ) کی کوششوں سے حافظ محمد محدث گوندلوی ایک عرصہ تک اس جماعت کے عہدۂ امارت پر فائز رہے۔ پھر ان کی علیحدگی کی صورت میں حافظ عبدالقادر روپڑی اس کے امیر مقرر ہوئے۔ پھر موصوف نے اپنی جگہ مولانا محمد حسین شیخوپوری کو امیر مقرر کر دیا اور خود تاحیات سرپرست رہے۔

ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث"

غیر منقسم ہندوستان میں اہل حدیث کی تنظیم اور مسلک کی نشرواشاعت کے لئے اخبار کے اجراء کی ضرورت محسوس کی گئی تو اراکین نے اس کا تمام بوجھ حضرت محدث روپڑی پر ڈال دیا۔ کثرت اشغال کے باوجود آپ نے روپڑ سے مؤرخہ ۲۶/رمضان ۱۳۵۰ھ بمطابق ۵/فروری ۱۹۳۲ء "تنظیم اہلحدیث" کے نام سے یہ جریدہ جاری کیا جو بعد ازاں ہفت روزہ کر دیا گیا۔ اس وقت سے لے کر قیامِ پاکستان کے چند سال کے تعطل کے علاوہ آج تک یہ جریدہ تبلیغی اور تنظیمی خدمات انجام دے رہا ہے۔

۱۹۵۹ء میں جماعت اہل حدیث نے اس بات پر غور وفکر کیا کہ جماعت کا ایک آرگن ہونا چاہئے۔ جس کے ذریعہ خبروں کی ترسیل ہو۔ ابتداءً اس کام کے لئے مولانا محمد اسحٰق بھٹی کے سہ روزہ منہاج سے کام لیا گیا۔ انہوں نے بخوشی اس فیصلہ پر صاد کیا کچھ عرصہ تک سہ روزہ منہاج ہی جماعت کا ترجمان رہا۔ پھر دوبارہ روپڑ والے تنظیم اہلحدیث کا ڈکلیریشن، لاہور سے حاصل کر لیا گیا۔ اس کے پہلے ایڈیٹر مولانا حافظ محمد ابراہیم کمیرپوری متعین ہوئے۔ اس وقت موصوف کی رہائش بدوملہی شہر میں تھی۔ ہفتہ میں ایک دو دن کے لئے لاہور تشریف لاتے۔ مضامین کی اصلاح و ترتیب کا کام کر کے واپس چلے جاتے۔ ان دنوں پاکستان اور بیرونِ پاکستان تنظیم اہلحدیث نے خوب شہرت حاصل کی۔ بالخصوص استاذ محترم محدث روپڑیؒ کا فتویٰ اس جریدہ کی جان سمجھا جاتا تھا۔ قارئین کرام شدت سے ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" کے انتظار میں رہتے۔

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

بعد میں ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ایک تقریر کی بنا پر حافظ ابراہیم کمیرپوری گرفتار ہوگئے۔ کئی ماہ بعد رہا ہوئے تو شوگر کی بیماری نے آلیا۔ اس طرح تنظیم کی ذمہ داری سے سبکدوش ہوگئے پھر مولانا عزیز زبیدی اس کارِ خیر کے لئے منتخب ہوئے۔ انہوں نے اس ذمہ داری کو خوب نبھایا۔ آپ کی یہ خوبی ہے کہ ہر موڑ پر ساتھیوں کے ساتھی بن کر رہے۔ دینی حلقہ صحافت میں ان کی تحریروں کو خوب پذیرائی حاصل ہوئی۔(1)

پھر ۱۹۶۲ء میں حافظ عبدالرحمٰن امرتسری(2) صاحب تنظیم اہل حدیث کے مدیر مقرر ہوئے۔ سالہا سال تک اس فرض کو انجام دینے کے بعد آپ نے دسمبر ۱۹۷۰ء کو ماہنامہ "محدث" کا اجرا کر لیا جو اعلیٰ مضامین کا حامل ہوتا ہے۔ دینی مجلات میں اس کا ممتاز مقام ہے، آپ کے زیر اہتمام ایک بڑی درسگاہ جامعہ لاہور الاسلامیہ کے نام سے چل رہی ہے جس کے تحت متعدد کلیات و مدارس ہیں۔ اس طرح کئی تعلیمی، تحقیقی اور سماجی ادارے آپ کے زیر نگرانی رواں دواں ہیں۔ ربّ العزت ان پودوں کو قائم ودائم رکھے۔ آمین!

بعد ازاں حافظ عبدالقادر روپڑی مرحوم نے خود ہی تنظیم کی ادارت سنبھال لی۔ درپیش مسائل کو سامنے رکھ کر بڑی لگن اور محنت سے مضامین کا انتخاب کرتے۔ اس سلسلہ میں حافظ محمد جاوید بن محدث روپڑی کا انتظامی تعاون مسلسل ان کو حاصل رہا جس کی وجہ سے طباعتی کام آسان ہوگیا۔ مولانا حافظ عبد القادر روپڑی تنظیم اہلحدیث کے لئے فتویٰ راقم الحروف سے لکھوانا باعثِ اطمینان سمجھتے تھے۔ فرماتے آپ کا اندازِ تحریر محدث روپڑیؒ کا سا ہے۔

تبلیغی پروگراموں کی تشکیل

اس دور میں جامع مسجدِ قدس اپنی مرکزی حیثیت کی بنا پر مرجع علماء سمجھی جاتی تھی۔ لیل ونہار اہل علم کی آمد ورفت جاری رہتی۔ دعوت وتبلیغ کے جملہ پروگرام یہیں سے تشکیل پاتے۔ موصوف خود ہی تبلیغ کے انچارج تھے۔ تاریخیں لینے لوگوں کا جم غفیر ہر وقت آپ کے گرد جمع رہتا۔ مختلف علاقوں کے اعتبار سے علماء کے تبلیغی پروگرام خود وضع کرتے پھر اس کے مطابق اشتہارات شائع ہوتے تاکہ اہل علاقہ آگاہی حاصل کرکے جوق درجوق شرکت کریں اور اگر کسی جگہ مناظرہ کا چیلنج درپیش ہوتا تو وہاں خود تشریف لے جاتے۔ آپ کے مناظروں کی تعداد سینکڑوں سے متجاوز ہے۔

---

(۱) موصوف آج کل بیمار ہیں۔ اللہ ربّ العزت صحتِ کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔ آمین! ۱۹۷۰ء میں جب ماہنامہ "محدث" لاہور کا اجراء ہوا تو اس کا پہلا اداریہ بھی آپ ہی نے تحریر کیا تھا جو اہلحدیث مسلک کے لئے بڑا فکر انگیز ہے۔

(۲) موصوف مدینہ منورہ یونیورسٹی سے واپس آنے کے بعد 'مدنی' کہلانے لگے۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

حضرت مولانا حکیم محمد اشرف سندھو مرحوم کی عادت تھی کہ وہ ان کے مختلف مناظروں کی روداد شائع کرتے رہتے۔ حکیم صاحب مرحوم کا محدث روپڑیؒ سے بڑا قلبی تعلق تھا۔ اتفاق دیکھئے کہ دونوں ایک ہی دن فوت ہوئے بلکہ ان کی وفات میں صرف چھ گھنٹے کا فرق ہے۔ محدث روپڑی نے ۲۰/ اگست ۱۹۶۴ء ظہر کے بعد سوا دو بجے دن میو ہسپتال لاہور میں انتقال فرمایا۔ سندھو صاحب بھی اس ہسپتال میں زیر علاج تھے۔ کچھ دیر بعد جب ان کو محدث روپڑی کی وفات کی اطلاع ملی تو وہ بھی انتقال کرگئے۔ ہمارے زمانہ طالب علمی میں سندھو صاحب مرحوم مسجد قدس کی چار دیواری میں اکثر قیام فرماتے اور اس دوران غیر سلفی عقائد کے حامل لوگوں کے خلاف کتابیں تالیف کرنے کا فریضہ انجام دیتے تھے۔

"اکابر علماءِ دیوبند" نامی کتاب جب انہوں نے طبع کی تو انہی دنوں نسبت روڈ لاہور کے ایک مکان میں علماء کی دعوت میں یہ کتاب پیش کردی۔ اس مجلس میں مولانا غلام اللہ خاں، راولپنڈی بھی شریک تھے۔ ان کو جب یہ نسخہ پیش کیا گیا تو وہ سیخ پا ہو کر مجلس سے اُٹھ گئے۔ کچھ دیر بعد اسی مجلس میں حافظ محمد اسماعیل روپڑی تشریف لائے، جب انہیں اس واقعہ کا علم ہوا تو فوراً مولانا کے پیچھے قاسمی برادران کی ٹیمپل روڈ والی مسجد میں پہنچ گئے۔ مولانا غلام اللہ خاں نے احباب کو تاکید کر رکھی تھی کہ کوئی آئے تو دروازہ نہ کھولنا لیکن جب حافظ اسمٰعیل روپڑی گئے تو اُن کو دروازہ خود ہی کھولنا پڑا اور واپس تشریف لے آئے اس سے قبل حافظ عبدالقادر نے بھی ان کو روکنے کی کوشش کی تھی لیکن ناکام رہے۔

حافظ اسماعیل روپڑیؒ نے ایک دفعہ ساری سردیاں میرا کمبل سفروں میں ہمراہ رکھا اور اپنی اُونی لوئی مجھے دے گئے بعد میں یہ کمبل مجھے واپس کر کے اپنی لوئی وصول کرلی۔ آہ! آج حافظ اسماعیل روپڑی صاحب جیسا خلیق شخص ملنا مشکل نظر آتا ہے۔ کہاں سے لائیں گے اس جیسا مہربان، شفقت و رحمت کا پتلا......!

چند مناظرے

پاکستان کے معرضِ وجود میں آنے سے قبل حافظ عبدالقادر روپڑی کا ایک مناظرہ ہمارے سابقہ گاؤں وکلس، ضلع لاہور (حال بھارت) میں مسئلہ تراویح پر مولوی محمد عمر اچھروی سے ہوا تھا۔ مجھے تو اس کا ہوش نہیں، ہمارے بزرگ فرماتے ہیں کہ ربّ العزت نے حافظ صاحب کو بڑی کامیابی سے ہم کنار فرمایا تھا۔

ان کے چند مناظرے ایسے بھی ہیں جن میں راقم الحروف شریک تھا۔ ایک دفعہ لاہور مسجد

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

وزیرخاں کے جوار میں ایک شخص کے گھر "اولیاء اللہ حاضر ناظر ہیں!" کے موضوع پر مناظرہ ہوا۔ مقابل نے آٹھویں پارہ کے آخر میں حضرت صالح علیہ السلام کے اپنی مردہ قوم سے اندازِ تخاطب سے استدلال کیا کہ ثمودی صالح علیہ السلام کی بات سنتے تھے۔ اس کے جواب میں موصوف نے فرمایا: اس کا معنی یہ ہے کہ کافر بھی حاضر ناظر ہیں تو وہ سوچ میں پڑ کر لاجواب ہو گیا۔

اسی طرح ایک دفعہ ایک مناظرہ مغلپورہ، لاہور کی توحید مسجد میں مسئلہ علم غیب پر ہوا۔ اس میں راقم الحروف دلائل مہیا کر رہا تھا اور آپ مدِمقابل کے سامنے دلائل کے انبار لگا رہے تھے۔ جب مقابل کی انتہائی پریشانی کو دیکھا تو کہا: پانی پیتا ہے اور نہ پینے دیتا ہے، آخر کار مقابل نے میدانِ مناظرہ سے راہِ فرار اختیار کی۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مولوی محمد عمر اچھروی نے سرحدی گاؤں جاہمن میں اہلحدیث کو جا للکارا۔ وہاں اہلحدیث معمولی تعداد میں تھے۔ وہ لوگ حافظ عبدالقادر روپڑی کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ ہم بڑے پریشان ہیں، آپ ہمارے ساتھ چلیں، اچھروی صاحب نے مناظرہ کا چیلنج کر دیا ہے۔ آپ فوراً ان کے ہمراہ ہو لئے۔ جب ہم وہاں پہنچے تو مدمقابل وہاں سے غائب ہو گئے اور مناظرے کی نوبت ہی نہ آئی۔

کافی عرصہ پہلے کی بات ہے، واں رادھا رام سے کچھ آگے چک نمبر ۸ میں مشہور مناظر مولوی اسمٰعیل نے مناظرہ کا چیلنج کر دیا۔ وہ ابھی تقریر کر ہی رہے تھے کہ دوسری طرف حافظ عبدالقادر اور حافظ محمد ابراہیم کمیرپوری بھی وہاں پہنچ گئے۔ کھلے بازار کے ایک طرف یہ سٹیج اور دوسری طرف ان دونوں نے اپنا سٹیج بنالیا۔ گھبراہٹ کے عالم میں مولوی اسمٰعیل نے اپنی تقریر ختم کر کے کتابوں کو صندوق میں ڈالا اور تانگے پر سوار ہو کر چک سے راہِ فرار اختیار گیا۔ بعد میں ان علماء نے اپنی تقریروں میں بڑے واضح دلائل و براہین کے ساتھ مخالف کی کمزوریوں کی نشاندہی کی۔ اس کے نتیجے میں بہت سارے لوگ حقائق سے واقفیت حاصل کر کے اہل حدیث بن گئے۔

مسجدِ قدس میں وقفہ وقفہ کے بعد مناظرے ہوتے ہی رہتے تھے۔ لاہوری مرزائیوں کا مرکز چونکہ مسجد قدس، چوک دالگراں کے قریب ہے۔ حیلوں بہانوں سے ان کی آمد ورفت رہتی۔ ایک دفعہ مرزائی مبلغ عبداللطیف ایک مناظر کو لے کر آ گیا کہ ہم نے حیاتِ مسیحؑ پر مناظرہ کرنا ہے۔ جب مناظرہ شروع ہوا تو مرزائی مناظر نے مماتِ مسیح پر قرآن کی آیت ﴿قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ﴾ (آپ سے پہلے بھی رسول گزر چکے) پیش کی اور کہا کہ الرّسل کا الف لام استغراقی ہے جو سب انبیاء کو شامل ہے، دیگر انبیاء چونکہ موت کے ذریعہ دنیا سے منتقل ہوئے لہٰذا اس عموم میں عیسیٰ علیہ السلام بھی داخل ہیں۔ ثابت ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں دوبارہ زمین پر ان کی آمد نہیں ہو گی۔ اس کے

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

جواب میں حافظ عبدالقادر روپڑیؒ نے فرمایا:

"سورۃ الدہر میں اللہ عزوجل کا فرمان ہے: ﴿اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ﴾ (ہم نے انسان کو نطفہ سے پیدا کیا......) یہاں الانسان میں بھی الف لام استغراقی ہے لیکن عیسیٰ علیہ السلام اس عمومی ضابطہ سے یہاں مستثنیٰ ہیں عین اسی طرح ﴿قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ﴾ میں بھی عیسیٰ علیہ السلام مستثنیٰ ہیں۔"

اسی نکتہ پر آپ جیت گئے اور مرزائی مناظر کو ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔

دوسرے کسی موقع پر ایک مرزائی بڑے فخریہ انداز میں گفتگو کر رہا تھا کہ مجھے احمدی بننے سے پہلے نماز میں بڑے وسوسے اور خیالات آتے تھے اور جب سے احمدی مسلک اختیار کیا، خیالات آنے بند ہوگئے گویا اس کے نزدیک یہ بات مرزائی مذہب کی حقانیت کی دلیل ہے۔ جواباً موصوف نے فرمایا دراصل بات یہ ہے کہ جب تو اہل اسلام میں شامل تھا، اس وقت تیرے پاس چونکہ ایمان کی دولت تھی، اس لئے شیطان ڈاکہ ڈالنے کے لئے آتا تھا اور جب اس نے سمجھا کہ یہ بھی میرا ہمنوا بن گیا ہے جو کام میں نے کرنا تھا، یہ کر رہا ہے تو ڈاکہ ڈالنے کی ضرورت ہی باقی نہ رہی۔ جن دنوں خطیبِ ملت مولانا محمد اسماعیل روپڑیؒ کراچی میں مقیم تھے، ان کی خواہش پر ایک مناظرہ مولوی محمد عمر اچھروی سے کراچی میں ہوا تھا جو مناظروں کی تاریخ کا ایک اہم واقعہ ہے، اس میں اچھروی صاحب کو خفت کا سامنا کرنا پڑا۔ اس مناظرہ کی روداد حکیم محمد اشرف سندھو صاحب مرحوم نے بڑی تفصیل کے ساتھ شائع کی تھی۔ اس طرح فروکہ ضلع سرگودھا کا مناظرہ بھی بڑا مشہور ہے۔

حافظ عبدالقادر مرحوم کی زندگی کا میں نے بڑے قریب سے مشاہدہ کیا ہے، آپ ہر لحہ مجھے اللہ کے دین کے لئے دیوانہ وار سفر میں مصروف نظر آئے۔ ان کی نیند بسوں اور گاڑیوں میں پوری ہوتی، لیل و نہار دعوت و تبلیغ میں گزرتے، زندگی کے آخری ایام میں اتفاق ہسپتال کے ڈاکٹروں کا بورڈ دماغ کے آپریشن کے بعد اس پر تبصرہ کر رہا تھا کہ اللہ کے اس بندے نے اپنے دماغ کو کس قدر صرف کیا ہے؟ واقعی اس دماغ کے ذریعہ ہزاروں لوگوں نے ہدایت پائی اور سینکڑوں مشرف باسلام ہوئے۔ فیصل آباد کے معروف تاجر رہنما صوفی احمد دین صاحب کی حافظ صاحب کے جنازہ میں مجھ سے ملاقات ہوئی تو آنسو بہاتے ہوئے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے ان کی وجہ سے ہمیں صحیح عقیدہ نصیب فرمایا۔ اس نعمتِ عظیم پر رب العزت کا جتنا شکر ادا کیا جائے کم ہے۔"

سعودی حکومت اور موحدین کے تعلقات

حادثۂ حرم اور انقلابِ ایران سے قبل سعودی حکومت کی عادت تھی کہ اندرونِ ملک کے علاوہ

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

بیرونِ ملک سے ممتاز علماء مبلغین کو ایامِ حج میں دعوت دیتی تا کہ وہ حجاج کو اَحکام و مسائل حج سے روشناس کرائیں۔ ان میں سے حافظ عبدالقادر روپڑی کو بالخصوص دعوت دی جاتی۔ ان کے علاوہ مولانا محمد حسین شیخوپوری، حافظ عبدالرحمٰن مدنی اور راقم الحروف بھی اس تبلیغی مشن میں شریک ہوتے۔ حضرت حافظ صاحب کا منبر مسجد الحرام میں رکن یمانی کی سمت میں ہوتا تھا۔ نمازِ فجر اور مغرب کے بعد باقاعدہ تبلیغی پروگرام ہوتا جس میں ہزاروں لوگ شریک ہو کر اپنی علمی تشنگی بجھاتے اور پیش آمدہ مسائل سے آگاہی حاصل کرتے۔ اس طرح دنیا بھر کے حجاجِ کرام سے متعارف ہونے کا موقعہ بھی میسر آجاتا اور دعوتی پیغام ارضِ معمورہ (آباد سرزمین) کے اکناف و اَطراف میں پہنچ جاتا دوسری جانب سعودی علماء سے بالعموم اور کبار علماءِ حرمین سے بالخصوص تعارفی مجلس کا انعقاد ہوتا۔ مسلمانوں کو درپیش مسائل پر غور و خوض کیا جاتا۔ اسی طرح بیرونی اہل علم اور دانشوروں سے ملاقاتیں کر کے دنیا بھر کے مسائل و مشکلات سے آگاہی حاصل ہوتی اور ان کے حل کے لئے تدابیر کی جاتی۔ اس سلسلہ میں بوقتِ ضرورت سعودی علماء اور اربابِ حکومت سے رابطہ کر لیا جاتا تا کہ آسانی سے درپیش مسائل کا حل نکل سکے۔

واضح ہو کہ جب سے سعودی حکومت کا قیام عمل میں آیا ہے، اس وقت سے لے کر غزنوی اور روپڑی خاندان کا اس سے عقیدۂ توحید کی بنیاد پر مثالی تعلق ہے۔ ابتداء میں شاہ عبدالعزیز ابن سعود (شاہ فہد کے والدِ گرامی اور مؤسس مملکتِ سعودیہ) کی حکومت کو کئی قسم کی مشکلات کا سامنا تھا۔ اللہ کے فضل و کرم سے برصغیر ہند کے موحدین سعودی حکومت کے شانہ بشانہ روحانی و مالی اور اخلاقی ہر قسم کی خدمات کو باعثِ افتخار تصور کرتے آئے ہیں۔ روپڑی خاندان کے پاس وہ سندات اور شاہی تحائف و خطوط بکثرت موجود ہیں جو ان کو شاہ عبدالعزیز کی طرف سے اس اسلامی حکومت کی مالی اور اخلاقی تعاون کے اعتراف کے طور پر دیے گئے۔ دوسری طرف سعودی حکمرانوں نے بھی کبھی بخل سے کام نہیں لیا۔ دنیا بھر کے مسلمانوں کے لئے ان کے خزانے کھلے ہیں، ہر مشکل گھڑی میں ہر جگہ وہ پیش پیش نظر آتے ہیں۔ آج وہ کون سا مقام ہے جہاں سعودی عرب کی خدمات کے اثرات نمایاں نہ ہوں۔ کہیں مدارس و جامعات کا تعاون کیا جارہا ہے اور کسی جگہ مسجدیں بنوائیں جارہی ہیں، کہیں یتیم خانے قائم ہو رہے ہیں او رکہیں ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کا جال بچھ رہا ہے اور کفر کے مقابلہ میں میدان کارزار میں پیسہ پانی کی طرح بہایا جارہا ہے تا کہ روئے زمین پر کلمہ حق کی سربلندی ہو اور کفر نیست و نابود۔ پورے عالم میں سعودی عرب کے مبعوثین ہر جگہ ربّ کی دین کی نشر و اشاعت میں شب و روز مصروف کار ہیں۔

ذلك فضل الله يوتيه من يشاء

موصوف مرحوم کے جریدۂ تنظیم اہلحدیث کا یہ امتیاز ہے کہ اس نے سعودی حکومت کے

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

کارہائے نمایاں کو ہمیشہ صفحۂ اول پر جگہ دے کر یا پھر کسی مناسب مقام پر شائع کر کے محبت کا اظہار کیا۔ ابتدائی اَدوار میں جب سعودی حکمرانوں نے اپنی سرزمین سے بالعموم اور حرمین شریفین سے بالخصوص آثارِ شرک مٹانے کا اہتمام کیا تو اہل بدعت نے بڑا شور بپا کیا۔ اس کے جواب میں شاہ ابن سعود نے فرمایا: عالم اسلام کے ثقہ علماء اگر ان چیزوں کا وجود کتاب وسنت سے ثابت کر دیں تو ابن سعود ان قبوں اور آثار کو نئے سرے سے صرف مٹی کی اینٹوں سے نہیں بلکہ سونے کی اینٹوں سے تعمیر کرا دے گا لیکن ثبوت پیش کرنے کی آج تک کسی میں جرأت نہ ہو سکی۔ مؤقر جریدہ تنظیم کے پہلے دور کی فائلوں کو اٹھا کر دیکھ لیجئے تو اس میں ایسی خبریں نمایاں نظر آئیں گی۔ پٹرول کی دریافت کے موقعہ پر امریکی کمپنیوں سے معاہدے، تاریخ کا ایک اہم باب ہے، وہ بھی تنظیم کے سینے میں محفوظ ہے۔

مسئلہ صدارت وامارت...... مسائل میں مضبوط موقف کے حامی

موصوف شرعی مسائل میں مضبوط موقف کے حامی تھے۔ جس بات کو حق سمجھا، ساری زندگی اس کو مضبوطی سے تھاما۔ معاندین کی مخالفت کی کبھی پرواہ نہیں کی۔ لچک اور مداہنت کے الفاظ سے وہ ناآشنا تھے اور نہ کبھی ایسے لوگوں کو پسند کیا جو مسائل میں صلح کن موقف کے حامی ہوں اور اس طرح دین کے احکام ومسائل ہی بدل ڈالیں۔ ان کے بڑے بھائی بہت ساری خوبیوں کے ساتھ متصف تھے۔ بسا اوقات ان کا رویہ نرم ہوتا، وہ اسے بھی ناپسند کرتے۔ مسئلہ صدارت وامارت روپڑی علماء اور دیگر بہت سارے اہل علم کے مابین وجہِ نزاع بنا رہا۔

علماءِ روپڑ کا نقطہ نظر یہ تھا کہ اصلاً شرعی تنظیمی نظام، نظامِ امارت ہے جس میں آخری فیصلے اور تنفیذ کا ذمہ دار امیر ہوتا ہے جبکہ مخالفین یہ کہتے تھے کہ امیر کو شوریٰ کے اکثریتی فیصلے کا پابند ہونا چاہئے گویا امیر اور شوریٰ باہم برسرپیکار رہیں۔ اس مسئلے پر طویل وعریض نزاع اور کشمکش کا سلسلہ چلتا رہا ہے۔ ایک دفعہ مولانا محمد علی لکھوی مرحوم کو اس کے لئے ثالث مقرر کیا گیا لیکن نظام کے بجائے صرف نام کی تبدیلی کرنے کی بنا پر نزاع کم ہونے کے بجائے بڑھتا چلا گیا جس کی وجہ سے جماعت میں بہت خلفشار پیدا ہوا۔ اس سے قبل ۱۹۶۱ء میں فیصل آباد، دھوبی گھاٹ کے وسیع میدان میں ملکی سطح پر مرکزی جمعیت اہلحدیث کی سالانہ کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ اس میں اس مسئلہ کے مخالف اور موافق سب علماء جمع تھے۔ کوشش یہ تھی کہ کسی طرح جماعت میں شرعی نظام کی صورت میں اتحاد پیدا ہو جائے۔ سٹیج پر سب نے اپنے موقف کا اظہار واضح الفاظ میں کیا۔ حافظ محمد اسماعیل روپڑی کا انداز یہ تھا کہ ہر ممکن طریق سے صلح ہو جانی چاہئے۔ مخالفین لفظ صدارت کے بجائے لفظ امارت کے استعمال پر تو راضی ہو گئے لیکن وہ نظام کو

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

تبدیل کرنے کے لئے تیار نہ تھے، اس بناء پر حافظ عبدالقادر نے دو ٹوک الفاظ میں اعلان کر دیا کہ جب تک یہ لوگ اپنا نظام تبدیل نہیں کرتے، ہماری ان سے صلح نہیں ہو سکتی۔

غصہ میں سٹیج سے اتر کر گلبرگ، سی بلاک کی مسجد میں چلے گئے۔ واپس لانے کی ہر ممکن کوشش ہوئی لیکن واپس نہ آئے۔ محدث روپڑیؒ اور ان کے برادرِ خورد حافظ محمد حسین امرتسریؒ کا موقف بھی شرعی نظام کے بارے میں ٹھوس تھا۔ اس کا اتنا اثر ضرور ہوا کہ اس وقت سے لے کر آج تک مرکزی جمعیت اپنے سربراہ کو لفظ امیر سے پکارتی ہے۔ دستور میں اس لفظ کو شامل کر لیا گیا ہے لیکن اندرونی نظام وہی ہے جو پہلے تھا۔ سعودی عرب کے بعض مخلص احباب نے اس نظام کی اصلاح کے لئے پاکستانی کبار علماء سے رابطہ کیا تاکہ دستور کی ہیئت ترکیبی کو شرعی بنایا جاسکے۔ اس کے نتیجہ میں مرکزی جمعیت نے حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدی کی سربراہی میں دستوری کمیٹی تشکیل دی جو دستور و نظام کو شریعت کے مطابق ڈھالے لیکن اس کی سفارشات کو چنداں اہمیت نہ دی گئی۔ یہ کہہ کر بات کو ٹال دیا گیا کہ جو نظام ہمارے بزرگوں نے ہمیں دیا ہے، ہم اس کو نہیں چھوڑیں گے اور سعودی عرب کی محسن شخصیت کو مایوس کیا گیا۔ اسی کے نتیجہ میں دوبارہ پھر جمعیت اہل حدیث دو دھڑوں میں منقسم ہو گئی ہے: ساجد میر گروپ اور لکھوی گروپ۔ مرکز الدعوۃ والارشاد کے مسئولین نے عارضی اتحاد کے بعد ان دونوں گروہوں سے اسی بنا پر علیحدگی اختیار کر لی کہ یہ لوگ شرعی نظام کے بجائے مغربی جمہوریت کے علمبردار ہیں۔ یہ آج سے ۶/۵ برس پہلے کا واقعہ ہے۔

انہی دنوں فیصل آباد کے سٹیج پر دوسرا مسئلہ یہ پیدا ہو گیا کہ حافظ عبدالقادر نے دولت پرستوں کے خلاف متشددانہ رویہ اختیار کیا۔ یہاں حاجی عبدالقیوم صاحب بھی موجود تھے جو بڑے دولتمند ہونے کے ساتھ ساتھ علماء کے خادم اور قدردان تھے۔ حافظ محمد اسماعیل روپڑی سے ان کا خصوصی تعلق تھا۔ حافظ صاحب مرحوم کراچی میں ان کے ہاں قیام فرماتے بلکہ نمازِ تراویح ان کی کوٹھی کے وسیع لان میں پڑھاتے، جہاں شائقین کا جم غفیر مرحوم کا قرآن سن کر بے حد مسرت محسوس کرتا، وہاں لمبے قیام کے باوجود لوگوں کا شوق و ذوق قابل دید ہوتا۔ اس متشددانہ رویہ پر وہ ناراض ہو کر سٹیج سے اُتر گئے۔ خطیب ملت حافظ محمد اسمٰعیل روپڑیؒ نے بعد ازاں حکمتِ عملی کے ساتھ ان کو صلح صفائی پر آمادہ کر لیا۔

ثنائی، روپڑی نزاع

دوسری طرف ثنائی اور روپڑی نزاع تاریخ کا ایک حصہ ہے۔ اس اختلاف کا آغاز اگرچہ مولانا ثناء اللہ مرحوم اور غزنوی خاندان کے علماء سے ہوا، بعد ازاں مولانا داود غزنوی نے اس بارے میں

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

خاموشی اختیار کرلی بلکہ نرم رویہ اختیار کرلیا۔ قیامِ پاکستان کے بعد تنظیم اہلحدیث کے بجائے جمعیت اہلحدیث بنالی جس کے پہلے صدر حضرت مولانا محمد داود غزنوی مرحوم قرار پائے۔ دوسری طرف محدث روپڑی، امام عبدالجبار غزنوی کے شاگرد ہونے کے ناطے غزنوی خاندان کے موقف پر مضبوطی سے ڈٹے رہے۔ آپ سلفی عقیدہ میں مداہنت کے قائل نہ تھے بلکہ مناظر اسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری کے عقیدہ میں کمزور مسائل کی بارہا آپ نے نشاندہی کی تاکہ رجوع کرلیں لیکن نزاع طول پکڑ تا گیا، یہاں تک کہ صفاتِ الٰہی میں تاویل و تحریف اور بعض معجزات کی ناپسندیدہ تاویلوں کا معاملہ شاہ عبدالعزیز آلِ سعود مرحوم و مغفور تک پہنچا تو انہوں نے رجوع کی ہدایت فرمائی جس کے نتیجہ میں تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن کے شروع میں اجمالاً رجوع کی ایک چٹ لگادی گئی لیکن کتابوں میں عقیدہ کی اِصلاح نہیں کی گئی۔

اس بارے میں حافظ عبدالقادر روپڑی دلائل کی بنیاد پر اپنے چچا مرحوم کے موقف کے پرزور حامی تھے۔ تقریروں اور تحریروں میں برملا اس کا اظہار کرتے۔ دوسری طرف مولانا امرتسریؒ کی دینی رسیاسی خدمات اور باطل اَدیان کے مقابلے میں اسلام کی صداقت و حقانیت کا اِظہار ان کا لازوال کارنامہ ہے جو نصف النہار کے سورج کی طرح واضح ہے۔ تاہم یہ حقیقت ہے کہ اسلامی دفاع کے کارنامے اپنی جگہ لیکن عقیدۂ سلف کی تعبیر میں ایسی تاویل و تحریف گوارا نہیں کی جاسکتی چنانچہ حافظ صاحب مرحوم نے ان کے کمزور پہلو کو زیادہ محسوس کیا اور ان کی اسلامی خدمات کی طرف کم توجہ دی۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک طرف مولانا ثناء اللہ کی خدمات اور دوسری طرف ان کے عقیدہ میں سلفی مسائل کا ابہام ایک بڑی الجھن ہے کہ اہل حدیث علماء میں وہ جرأت مندانہ سلفی نکھار پیدا نہ ہوسکا جو محدث روپڑیؒ کے موقف کا پرزور حامی اور داعی ہو۔ یاد رہنا چاہیئے کہ اس بارے میں غزنوی اور روپڑی خاندان کا فکر نرالا نہیں تھا بلکہ دیگر محقق علماء کا موقف بھی یہی تھا۔ مثلاً حضرت مولانا عطاء اللہ حنیف مرحوم کو مرکزی جمعیت اہل حدیث، پاکستان میں مرکزی مقام حاصل تھا لیکن مولانا امرتسری کی بے جا تاویلوں سے وہ سخت متنفر تھے اگرچہ اسلام کے دفائی کاموں اور فیصلہ آرہ کے وہ پرزور حامی تھے۔ مولانا عطاء اللہ حنیفؒ، محدث روپڑیؒ سے بے انتہا عقیدت رکھتے۔ مسجد مبارک میں جمعہ پڑھانے کے بعد اکثر محدث روپڑی کی زیارت کے لئے حاضر ہوتے اور ان کی تالیفات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے بلکہ ان کے مطالعہ کی تاکید کرتے بالخصوص درایتِ تفسیری کی بہت تعریف کرتے جو تفسیر میں سلفی موقف کا شاہکار ہے۔ حضرت مولانا محمد یوسف (راجووال) نے محدث روپڑی کی کتاب "اہلحدیث کے امتیازی مسائل" انہی کے مشوروں سے شائع کی تھی بلکہ مولانا نے مقدمہ لکھا۔ اس سلسلہ میں انہیں محدث روپڑی کی کتابوں کی فہرست راقم الحروف نے مہیا کی۔ اسی طرح شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی (گوجرانوالہ) کا قریباً یہی

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

حال تھا۔ چنانچہ ثنائی قرآن مجید کا مقدمہ لکھتے ہوئے مولانا امرتسری کی ان اَغلاط کا عندیہ دیا ہے۔ یہ حضرات گاہے بگاہے مسجدِ قدس میں محدث روپڑی سے ملاقات کے لئے تشریف لاتے۔ محدث روپڑی حج پر تشریف لے گئے تو ان کے ذریعے سعودی عرب سے بعض کتابیں منگوائیں۔

تقریروں میں حاضری کے لئے اہتمام

جامعہ سلفیہ، فیصل آباد کا مشہور تعلیمی ادارہ ہے۔ راقم الحروف نے درس و تدریس کے سلسلہ میں وہاں اچھا خاصا وقت گزارا ہے۔ وہاں قیام کے باوجود عادت کے مطابق جمعہ ہمیشہ اپنے قصبہ سرہالی کلاں، ضلع قصور میں پڑھاتا تھا۔ فیصل آباد جانے کے لئے گزر چونکہ لاہور سے ہوتا تھا کوشش ہوتی کہ حضرت مولانا حافظ عبدالقادر روپڑیؒ سے مسجد قدس میں سلام کر کے پھر سفر اختیار کروں۔ ایک دفعہ میں سلام کے لئے حاضر ہوا تو فرمایا: ٹھہرو، اکٹھے چلتے ہیں۔ مسجد سے نکل کر ریلوے اسٹیشن کی طرف چل دیئے۔ وہاں پہنچے تو گاڑی نکل چکی تھی، فرمایا: اب شیخوپورہ چلتے ہیں وہاں سے اس گاڑی کو پکڑیں گے جب وہاں پہنچے، تو گاڑی پھر آگے نکل گئی پھر ہم اس ریل کے تعاقب میں ننکانہ پہنچے، گرمی کا موسم تھا، سورج یہیں غروب ہو گیا۔ آگے منزلِ مقصود تک پہنچنے کے لئے ریل کے علاوہ سڑک کا راستہ نہیں تھا، وہاں سے ہم نے سائیکل کرایہ پر لئے تو ریلوے لائن کے ساتھ ساتھ سفر شروع کر دیا۔ راستہ غیر ہموار اور کم نظر آتا۔ اندھیری رات میں بچیانہ پہنچ کر دوسرے گاؤں میں پروگرام تھا۔ سحری کے وقت مطلوبہ مقام پر پہنچے۔ شدید تھکاوٹ کی وجہ سے میں وہاں پہنچتے ہی لیٹ گیا۔ لیکن مرحوم نے خود ہی سپیکر کھول کر اکیلے تقریر شروع کر دی۔ سوئے لوگ گھروں سے اُٹھ کر مسجد میں پہنچ گئے۔ تقریر کرتے ہوئے صبح کی اذان شروع ہو گئی۔ پھر نماز پڑھانے کے لئے مجھے مصلی پر کھڑا کر دیا۔ تھکاوٹ کی وجہ سے مجھ میں نماز پڑھانے کی ہمت نہ تھی، خیر الأمر فوق الأدب کے تحت نماز تو پڑھادی۔ پھر کہنے لگے: قرآن کا درس دو، میں نے بہت ساری معذرت کی لیکن میری ایک نہ سنی اور کہا: درس آپ کو دینا ہی ہوگا۔ بہر صورت درس سے فراغت کے بعد میں فیصل آباد کی طرف چلا گیا۔ آپ واپس لاہور تشریف لے آئے۔

اسی طرح ایک دفعہ کوٹلی رائے ابو بکر میں عشاء کے بعد تقریر سے فارغ ہو کر راؤخاں والا سے انہوں نے ریل میں سفر کرنا تھا۔ رات کو حاجی عبدالعزیز مرحوم کے ہمراہ قریباً چھ میل کا سفر پیدل ہی کیا۔ شدید اندھیری رات تھی اور کوئی واضح راستہ بھی نہ تھا۔ کئی بستیوں کے کتے پیچھے لگ گئے لیکن اللہ ربّ العزت نے اپنی حفاظت میں منزلِ مقصود تک پہنچا دیا۔ ان واقعات کو بیان کرنے سے مقصود یہ ہے کہ دین کی اشاعت کیلئے اس مردِ مجاہد نے بہت سی صعوبتیں برداشت کیں۔ جن کے عشرِ عشیر بھی آج ہم برداشت نہیں کر سکتے۔ ربّ العزت مرحوم کی مساعی جمیلہ کو قبول فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

فرمائے۔ آمین!

تحریکوں میں شمولیت

برصغیر میں مسلمانوں کی برطانوی حکمرانوں سے نفرت ایک تاریخی حقیقت ہے جس میں تاویل یا انکار کی گنجائش نہیں بالخصوص مسلکِ سلف کے حامل لوگوں نے برطانوی سامراج کے خلاف تحریک مجاہدین کی صورت میں ایثار و قربانی کا جو کردار ادا کیا، وہ تاریخ کا ایک سنہری باب ہے جس کے آج بھی چراغ روشن ہیں۔ ان کے عظیم کارناموں کے اَوراق بالاکوٹ سے چمرکند تک آج عظمت و عزیمت کا نشان ہیں۔ ۱۹۳۵ء میں برطانوی استعمار نے برصغیر کو ایک دستور دیا۔ ۱۹۳۷ء میں اس کے تحت انتخابات میں کانفرنس کو سارے ہندوستان میں غلبہ حاصل ہوا۔ ۱۹۳۹ء میں مسلمانوں کو دوہری مصیبت سے نجات ملی تو ۱۹۴۰ء میں مسلم لیگ نے علیحدہ اسلامی مملکت کے قیام کے لئے قرار داد کی صورت میں مطالبہ پیش کردیا۔ یہ وہ دور تھا کہ بطلِ حریت حافظ عبدالقادر کے جواں جذبات اوجِ ثریا کی بلندیوں پر تھے۔ آپ نے مسلم لیگ کی سیاسی سرگرمیوں میں بھرپور لیا۔ یہاں تک کہ محنتِ شاقہ اور ممتاز کارکردگی کی بنا پر ان کو روپڑ کی مسلم لیگ کا صدر منتخب کرلیا گیا۔ ضلع انبالہ میں بہت کام کیا، تقریروں اور تحریروں کے ذریعہ عامۃ الناس کو مجوزہ مملکت پاکستان کا ہم نوا بنایا۔ ان کی محنت کا ثمر تھا کہ ۱۹۴۶ء کے الیکشن میں مسلمانوں کے پندرہ ہزار ووٹوں سے صرف ایک ووٹ مسلم لیگ کے خلاف گیا۔

موصوف تحریکِ آزادی کی سرگرمیوں کی بنا پر قید و بند کی صعوبتوں سے دوچار ہوئے، چنانچہ ۳۵ رفقاء سمیت ان کو انبالہ جیل میں پابندِ سلاسل کیا گیا، اس سلسلہ میں اذانوں کا قصہ معروف ہے کہ اذانیں ایک ہندو سپرنٹنڈنٹ جیل کو ناقابل برداشت تھیں مگر اسے بھی مفاہمت کے سوا کوئی دوسری راہ نظر نہ آئی۔ اس مقدمہ میں حافظ صاحب کو سات سال قید ہوئی تھی مگر بعد میں مسلم لیگ اور حکومت کے مابین صلح ہوجانے کی وجہ سے تمام قیدیوں کو رہائی حاصل ہوگئی۔ استقلالِ پاکستان سے چند روز قبل روپڑ کے ہندو ایس ڈی ایم لکشمی چند نے یہ حکم صادر کیا کہ حافظ عبدالقادر جہاں نظر آئے، اس کو گولی مار دو۔ مقصود اس سے مسلم لیگ کو کمزور کرنا تھا مگر اللہ ربّ العزت نے آپ کو دشمن کے شر سے محفوظ رکھا۔

تقسیم ملک کے موقع پر روپڑی خاندان کو انتہائی کٹھن حالات سے دوچار ہونا پڑا۔ ۱۷ افراد دشمنوں کے ہاتھ شہید ہوگئے۔ ملکی سطح پر جتنی تحریکوں نے جنم لیا، خواہ مذہبی ہوں یا سیاسی، آپ ہر ایک کے ہراوّل دستہ میں نظر آتے ہیں۔ ۱۹۵۳ء میں تحریکِ ختم نبوت میں پوری سرگرمی سے حصہ لیا۔ دیگر محبانِ اسلام کے ساتھ مل کر تحریک کو کامیاب بنانے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ ۱۹۷۴ء میں پاکستان

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

جمہوری پارٹی میں شامل ہوئے۔ آپ ۱۹۷۷ء کی تحریکِ نظامِ مصطفیٰ میں اس پارٹی کے نائب صدر تھے۔ گرفتاری کے بعد آپ میانوالی جیل بھیج دیا گیا۔ جنرل ضیاء الحق کے دورِ حکومت میں رکن مجلس شوریٰ، مشیر وفاقی شرعی عدالت اور رویت ہلال کمیٹی کے رکن رہے۔

مجھے تو یوں نظر آتا ہے کہ مناصب کی ان کو چنداں ضرورت نہ تھی بلکہ خصائص وامتیازات اور خوبیوں کی بنا پر عہدے ان کے پیچھے دوڑتے تھے ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء ...... وہ اکیلے جماعتوں اور گروہوں سے بھاری تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسے باصلاحیت موتی مائیں خال خال ہی جنم دیتی ہیں جن کی اولوالعزمی پر تاریخ ناز کرے۔ آج اسماعیل و عبدالقادر کے ثناخواں تو بہت نظر آئیں گے، ان جیسے عظمت و عزیمت کے پیکر اور جذبہ ایثار و قربانی کے حاملین کا وجود مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری حالت پر رحم فرمائے اور مرحومین کی خدمات کو قبول کر کے اعلیٰ علیین میں مقام عطا فرمائے۔ آمین!

روپڑی خاندان کو ایک اور صدمہ

حافظ عبدالقادر روپڑی مرحوم کی وفات کے ٹھیک ایک ماہ چھبیس دن بعد روپڑی خاندان کو مزید صدمہ یہ پہنچا ہے کہ یکم فروری بروز منگل ۲۰۰۰ء مغرب سے قبل حافظ عبدالقادر صاحب کا پوتا اور جناب عارف سلمان روپڑی کا صاحبزادہ جو پہلے کریسنٹ سکول لاہور کا ذہین و فطین طالب علم تھا۔ عارف سلمان روپڑی صاحب نے اپنے اس صاحبزادے عثمان سلمان کو سکول سے طویل چھٹیاں لے کر کچھ عرصہ کے لئے جامعہ لاہور الاسلامیہ (رحمانیہ) گارڈن ٹاؤن، لاہور کے شعبۂ تحفیظ میں داخل کرا رکھا تھا۔ اس بچے نے اس سال قرآن کا پہلا نصف مکمل کر کے نمازِ تراویح میں بھی سنایا تھا۔ مدرسہ سے چھٹی کے بعد اپنے پھوپھی زاد حمزہ سے مسابقت کرتے ہوئے آیا اور دھکم پیل میں پلنگ پر گر پڑا۔ اسی دوران دل کے دورے کی وجہ سے اسے سانس نہ آسکا اور وہ اللہ کو پیارا ہو گیا...... انا للہ وانا الیہ راجعون!

قابل ذکر بات یہ ہے کہ دادا اور پوتا کی وفات کا وقت تقریباً ایک تھا۔ اسی طرح جس وسیع میدان میں دادا کا جنازہ پڑھا گیا، اسی جگہ پوتے کا جنازہ ادا کیا گیا۔ تاحدِ نظر ہزاروں لوگ جنازہ میں شریک تھے۔ دادا کی طرح پوتا کا جنازہ بھی راقم الحروف نے پڑھایا۔ اللہ تعالیٰ روپڑی خاندان کو اس حادثہ کا صدمہ برداشت کرنے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخش کر نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین!

> نوٹ: مولانا حافظ عبدالقادر روپڑیؒ کی خدمات پر دو مضامین محدث کے جنوری ۲۰۰۰ء کے شمارے میں بھی شائع ہو چکے ہیں...... جبکہ حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ کی شخصیت اور خدمات پر شیخ الحدیث مفتی محمد عبدہ الفلاحؒ کے قلم سے ایک تفصیلی مضمون اگست ۱۹۹۸ء کے محدث میں پڑھنے کے قابل ہے۔ (ادارہ)

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ